مواعظ حسنہ نمبر ۵۲

تقریر

ختمِ قرآنِ مجید و بخاری شریف

عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال ۲ کراچی ۴۷
پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰
فون: ۴۹۹۲۱۷۶

سلسلہ

مواعظِ حسنہ نمبر-۵۲

عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

گلشن اقبال ۲ کراچی ۴۷
پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰
فون: ۴۹۹۲۱۷۶

انتساب

احقر کی جملہ تصنیفات وتالیفات مُرشدنا ومولانا

محیّ السنہ حضرتِ اقدس شاہ ابرارُالحق صاحب دامت برکاتہم

اورحضرتِ اقدس مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اورحضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی صحبتوں کے فیوض وبرکات کا مجموعہ ہیں۔

احقر محمدؐ اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

فہرست

﴿ ضروری تفصیل ﴾

نام وعظ : تقریر ختم قرآن مجید و ختم بخاری شریف

نامِ واعظ : عارف باللہ حضرت اقدس مرشدنا و مولانا شاہ محمد اختر صاحب

دام ظلالهم علينا الىٰ مأة وعشرين سنة

تاریخ: ۱۸؍رجب المرجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۳۰ نومبر ۱۹۹۶ء

بروز ہفتہ

وقت : صبح دس بجے

مقام: مسجد اشرف واقع خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال۔۲ کراچی

موضوع: علوم قرآن وحدیث کی عظمتیں

مرتب : یکے از خدام حضرت والا مدظلہم العالی

کمپوزنگ : سید عظیم الحق ۱۔ جے ۳/۶۷ مسلم لیگ سوسائٹی ناظم آباد نمبر۔۱ ۶۶۸۹۳۰۰

اشاعت اوّل: ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ

تعداد: ۲۰۰۰

ناشر: کُتبُ خانَہ مَظہَرِیْ

گلشن اقبال-۲ کراچی پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریر ختم قرآن مجید و ختم بخاری شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ یہ مدرسہ جس کا نام اشرف المدارس ہے جہاں اے طلباء کرام! آپ پڑھ رہے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اس سال پچانوے بچے حافظِ قرآن ہوئے اور تقریباً ڈیڑھ ہزار بچے حفظ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرمائیں۔

حفاظت قرآن پاک کی خدائی ذمہ داری

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا؛

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ ﴾

قرآن پاک کو ہم نے نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ تو یہاں نَحْنُ کیوں نازل فرمایا ہے جبکہ اللہ واحد ہے اور عربی قاعدے سے واحد متکلم کے لئے اَنا آتا ہے مگر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے نَحْنُ نازل فرمایا جو جمع کا صیغہ ہے۔ اس

کا جواب علامہ آلوسی بغدادی نے تفسیر روح المعانی میں دیا کہ بادشاہوں کا کلام اسی طرح ہوتا ہے۔ دنیا میں بھی کوئی بادشاہ یہ نہیں کہتا کہ میں نے ایسا کیا بلکہ کہتا ہے کہ ہم نے ایسا کیا یہاں نَحْنُ تَفْخِیماً لِشَأنِهٖ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت اور بڑائی بیان کرنے کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا۔ وہ تنہا ہے لیکن ساری کائنات کا خالق ہے۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کا بھی یہ مقام ہے کہ تنہا ہوتے ہیں لیکن پوری دنیا ان کے پاس سمٹ کر آجاتی ہے۔ میں نے اپنے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ایک شعر آج سے چالیس پچاس سال پہلے عرض کیا تھا۔ میرے شیخ شہر سے دور جنگل میں رہتے تھے جہاں سے قصبہ پھولپور کا راستہ دس منٹ کا تھا۔ وہاں اللہ کی یاد میں ان کی آہ و فغاں اور آہ و نالے جاری رہتے تھے۔ وہی میرے شیخ بھی ہیں اور وہی میرے استاذِ حدیث بھی ہیں، جو کچھ میں نے سیکھا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھا۔ انہوں نے بخاری شریف پڑھی مولانا ماجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جو ساتھی تھے شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے۔ ان دونوں بزرگوں نے بخاری شریف پڑھی تھی مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ تو مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اور اختر کے درمیان جو اس

وقت آپ سے خطاب کررہا ہے حدیث کے صرف دو واسطے ہیں مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ماجد علی صاحب جونپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ ان دو واسطوں سے اختر گویا مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی بات آپ لوگوں کے سامنے پیش کرے گا۔

تو میں نے اپنے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں یہ شعر کہا تھا۔

وہ اپنی ذات میں خود انجمن ہے
اگر صحرا میں ہے پھر بھی چمن ہے

اللہ والے جہاں بھی رہتے ہیں ایک کائنات اپنے ساتھ لئے رہتے ہیں۔ ان کی ذات خود انجمن ہے۔ اگر جنگل میں بھی ہیں تو منگل ہے بلکہ رشکِ منگل ہے۔ جن کے غلاموں کی یہ شان ہے تو اللہ تعالیٰ کی کیا شان ہوگی وہ اگر نَحْنُ نازل فرمائیں تو یہ حق دراصل ان ہی کا ہے، تمام شانیں ان ہی کو زیبا ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ کہ قرآن پاک کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے۔ علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ اس سے پہلے کسی صحیفۂ آسمانی کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ نہیں لیا تھا بلکہ ان کی حفاظت اس زمانہ کے علماء کے سپرد تھی۔ چنانچہ چند نسلوں کے بعد صحیفۂ آسمانی فروخت ہونے لگے۔ قرآن پاک چونکہ آخری کتاب ہے

اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آخری نبی ہیں لہٰذا قیامت تک کے لئے اس کتاب کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لی اور **وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ** جملہ اسمیہ سے نازل فرمایا جو دوام اور ثبوت پر دلالت کرتا ہے یعنی قیامت تک قرآن شریف کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ امریکہ، روس، جرمنی، جاپان اور اہل مغرب کی تمام طاقتیں اگر اپنی طاقتِ مادّیہ سے قرآن شریف کو سمندر میں ڈال دیں تو ہمارے نو دس سال کے بچے جو آج حافظ ہوئے ہیں پھر دوبارہ قرآن شریف مکمل لکھوادیں گے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ؛

﴿ لَوْاَنَّ الشَّیْخَ الْمُھِیْبَ تَغَیَّرَ نُقْطَۃً فِی الْقُرْاٰنِ لَیَرُدُّ عَلَیْہِ الصِّبْیَانُ ﴾

مثلاً مصر کا کوئی بہت موٹا تازہ تین من کا شیخ مہیب جس کو دیکھ کر بچے ڈر جائیں لیکن اگر وہ قرآن غلط پڑھ دے اور ایک نقطہ بدل دے تو ہمارا نو سال کا بچہ اس کو لقمہ دے دے گا اور کہہ دے گا کہ اَنْتَ اَخْطَأْتَ یا شَیْخُ شیخ آپ سے قرآن کی تلاوت میں خطا ہوگئی، معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑا مہیب شیخ بھی قرآن پاک کا ایک نقطہ نہیں بدل سکتا۔

امّت کے بڑے لوگ کون ہیں؟

پھر علامہ آلوسیؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حفظ قرآن کا جو

ذمہ لیا ہے تو کیا یہ آسمانوں پر ہوگا؟ نہیں! اسی زمین پر ہوگا۔ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ کی تفسیر میں ذرا اس تفسیری جملہ کو دیکھئے فرماتے ہیں اَیْ فِیْ قُلُوْبِ اَوْلِیَاءِ نَا یعنی اپنے اولیاء اور دوستوں کے دلوں میں ہم قرآن پاک کو محفوظ کریں گے۔

تو جو بچے آج حافظ ہوگئے وہ گویا ولی اللہ ہو گئے بہ ثبوتِ تفسیر روح المعانی مگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت کے ساتھ حفاظ کرام کی عظمتوں کے لئے، ان کی عظیم الشان ولایت کے لئے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ نبوت سے ایک عظیم الشان عمل بتایا ہے۔ بتائیے کہ دنیا میں جتنے حافظ قرآن ہیں اگر یہ برے اخلاق سے پاک ہو جائیں، اللہ تعالیٰ کے مقرب ہو جائیں، ان کی سب خطائیں معاف ہو جائیں اور گناہوں سے بچنے کی ان کو توفیق رہے تو یہ مضمون حافظ قرآن کی عظمت کا علمبردار ہے یا نہیں؟ اور عزت ہوگی یا نہیں؟ لہٰذا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث بیان فرمائی جو جامع صغیر میں منقول ہے کہ؛

﴿ اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَۃُ الْقُرْاٰنِ وَاَصْحٰبُ اللَّیْلِ ﴾

میری امت کے بڑے لوگ کون ہیں؟ جو قرآن پاک اپنے سینے میں رکھتے ہوں اور رات کی نماز یعنی تہجد بھی پڑھتے ہوں۔

اصحاب اللیل بننے کا آسان نسخہ

اب آپ کہیں گے کہ صاحب اتنے چھوٹے چھوٹے بچے اصحاب اللیل کیسے بنیں گے؟ تین بجے رات کو اٹھ کر نماز کیسے پڑھیں گے؟ تو علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اصحاب اللیل بننے کا آسان نسخہ بتادیا کہ چار فرض عشاء اور دو سنت پڑھ کر وتر سے پہلے دو رکعات نفل بہ نیت تہجد پڑھ لو تو قیامت کے دن سب تہجد گذار اٹھائے جاؤ گے۔ بتایئے کتنا آسان نسخہ ہے۔ شامی کی عبارت بھی پیش کرتا ہوں تاکہ اہل علم حضرات کو مزہ بھی آئے اور توثیق اور اطمینان بھی ہو جائے۔ توثیق و توفیق وتسہیل اہل علم کے لئے عربی عبارت پیش کرتا ہوں۔ علامہ شامی حدیث نقل کرتے ہیں؛

﴿ وَمَا كَانَ بَعدَصَلٰوةِ العِشاءِ فَهُوَ مِنَ اللَّيلِ ﴾

(شامی جلد نمبرا صفحہ ۵۰۶ بحوالہ طبرانی)

فرض عشاء کے بعد جو نفل پڑھے جائیں گے وہ سب قیام اللیل میں شامل ہیں۔ اس کے بعد شامی اپنا فقہی فیصلہ لکھتے ہیں؛

﴿ فَاِنَّ سُنَّةَ التَّهَجُّدِ تَحصُلُ بِالتَّنَفُّلِ بَعدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ قَبلَ النَّومِ ﴾

عشاء کے بعد سونے سے پہلے چند نفل پڑھ لو سنتِ تہجد ادا ہو جائے گی حالانکہ آپ تین بجے رات کو نہیں اُٹھے مگر اب زمانہ کمزوری اور ضعف

کا ہے۔ اس زمانہ میں اعمال میں تسہیل اور سہولت دینا نہایت حکیمانہ اور ضروری بات ہے۔

عشاء کی نو رکعات

میں نے بعض کالجوں میں تقریر کی کہ عشاء کی سترہ رکعات مشہور ہیں۔ آپ سترہ رکعات نہ پڑھیں ورنہ آپ عشاء ہی نہ پڑھیں گے۔ دن بھر تو کرکٹ کھیلتے ہو۔ جب کوڑا کرکٹ ہو گئے تو سترہ رکعات کے خیال سے رات کو دھم سے بستر پر گر جاؤ گے۔ لہٰذا عشاء کی صرف نو رکعات پڑھ لو، چارفرض، دو سنت اور تین وتر۔ان شاء اللہ قیامت کے دن پاس ہو جاؤ گے۔ سب نے کہا کہ ہم میں سے سو فیصد آج سے عشاء پڑھیں گے، ہمیں تو سترہ رکعات نے ڈرا رکھا تھا۔

آسان اوّابین

ایسے ہی چھ رکعات نفل کے خوف سے لوگ اوّابین نہیں پڑھتے۔ تین فرض مغرب پڑھ کر دو سنت دو نفل ساری امت پڑھتی ہے۔بس دو نفل اور پڑھ لو، اوّابین ادا ہوگئی۔ سنت موکّدہ اس میں شامل ہے۔ اہل فتاویٰ کی تحقیق ہے کیونکہ حدیث پاک کی عبارت ہے؛

﴿ مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكْعَاتٍ الخ (ترمذی) ﴾

فرضِ مغرب کے بعد چھ رکعات اوّابین کی اس حدیث سے ثابت ہیں۔

دو سنت اور دو نفل تو ساری امت پڑھتی ہے بس خالی دو رکعات اور پڑھ لو تو اوّابین کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ جب آپ اوّابین کی صرف دو رکعات مزید بتائیں گے تو پوری مسجد کی مسجد اوّابین پڑھنے لگے گی۔

تو جتنے حفاظ کرام ہیں چاہے استاد ہوں یا طالب علم اور میں مشائخ کو بھی کہتا ہوں جن کے سپرد اصلاحِ نفس کا کام ہے کہ وہ بھی عشاء کے چار فرض اور دو سنت کے بعد دو رکعات نفل تہجد کی نیت سے پڑھ لیں تاکہ قیامت کے دن تہجد گذاروں میں اٹھائے جائیں ورنہ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ ؛

﴿ لَيْسَ مِنَ الْكَامِلِيْنَ مَنْ لَّا يَقُوْمُ اللَّيْلَ ﴾

جو تہجد کی نماز نہیں پڑھے گا وہ کامل نہیں ہو سکتا اور جو خود ہی ناقص ہے وہ دوسروں کو کیا کامل کرے گا اور سب سے آسان تہجد دو رکعات ہیں۔ شامی نے لکھا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھی تہجد کی صرف دو رکعات بھی پڑھی ہیں لہٰذا دو رکعات ثَابِت بِالسُّنَّةِ بھی ہیں۔ہم یہ کمزوروں کے لئے کہتے ہیں ورنہ آپ بارہ رکعات پڑھیں لیکن ہمارا خطاب اس وقت ان لوگوں سے ہے جن کا نام بحر الکاہل ہے، جو کاہلی کے سمندر ہیں، جنہیں سستی گھیرے ہوئے ہے وہ دو رکعات تو پڑھ سکتے ہیں۔

حفاظ کرام کی عظیم الشان ولایت کا ایک عجیب نسخہ

تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قیامِ لیل کرے گا اس کو چار نعمتیں حاصل ہو جائیں گی نمبر (۱) صالحین کے رجسٹر میں اس کا رجسٹریشن ہوجائے گا فَاِنَّهٗ دَاْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ جتنے صالحین پیدا ہوئے ہیں سب کی عادت قیامِ لیل کی تھی۔ دو رکعات پڑھنے سے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کے تمام صالحین کے رجسٹر میں آپ مندرج ہوگئے۔

سارے عالم کے اولیاء اللہ کی دعائیں لینے کا طریقہ

اور ایک فائدہ اور ملا کہ سارے عالم کے صالحین، اقطاب، ابدال، غوث، اولیاء اللہ چاہے بیت اللہ میں ہوں یا مدینہ پاک میں، یا عالم کے کسی گوشہ میں ان کی دعائیں آپ کو مل جائیں گی۔ دلیل سنئے۔ سارے عالم میں جتنے مسلمان نمازی ہیں چاہے بیت اللہ میں ہوں یا روضۃ المبارک میں وہ التحیات میں وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ پڑھیں گے یا نہیں؟ تو فَاِنَّهٗ دَاْبُ الصَّالِحِيْنَ سے جب آپ صالحین میں داخل ہو گئے تو سارے عالم کے مسلمانوں کی دعا آپ کو مفت میں بلا درخواست مل جائے گی۔ حدیث پاک کا یہ جملہ فَاِنَّهٗ دَاْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ اور التحیات کا یہ جملہ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا

وَعَلٰی عِبَادِ اللہِ الصَّالِحِیْنَ دونوں جملوں کو ملاؤ تو یہ مطلب ہوا کہ جو صالحین میں شامل ہو جاتا ہے سارے عالم کے اولیاء کی دعائیں اسے خود بخود ملتی ہیں۔ یہ علم عظیم اللہ تعالیٰ نے اختر کو عطا فرمایا، یہ میں نے کتابوں میں نہیں پڑھا لیکن اللہ والوں کی جوتیوں کے صدقہ میں کیا ملتا ہے اس کو مولانا رومی نے بیان فرمایا ہے ؎

بینی اندر خود علوم انبیاء

اگر تم اللہ والوں کی غلامی کرلو تو اپنے سینہ میں فیضانِ علومِ انبیاء پاؤ گے۔

اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامِ لیل کا دوسرا فائدہ بیان فرمایا وَهُوَ قُرْبَةٌ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ تم اللہ کے مقرب بھی ہوجاؤ گے اور تیسرا فائدہ بیان فرمایا وَمَكْفَرَةٌ لِّلسَّيِّاٰتِ تہجد کی نماز کی برکت سے اس کی خطائیں بھی معاف ہو جائیں گی اور (۴) وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ قیامِ لیل سے گناہوں سے بچنے کی ایک روحانی طاقت پیدا ہوتی ہے اور حدیث میں یہ قید نہیں ہے کہ تین بجے رات ہی کو پڑھنے سے یہ طاقت آئے گی، عشاء کے بعد ہی اگر پڑھ لو تو ان شاء اللہ تعالیٰ چاروں فائدے آپ کو مل جائیں گے۔ یہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ یہ دنیوی اطبائے یونان کا نسخہ نہیں ہے جس میں خطرہ ہوسکتا ہے کہ فائدہ کرے یا نہ کرے۔ طب یونانی میں احتمال ہوتا ہے کہ ہوسکتا ہے دوا فائدہ کرے اور

ہوسکتا ہے کہ فائدہ نہ کرے لیکن طب ایمانی کا ہر نسخہ سو فیصد مفید ہے بشرطیکہ بدپرہیزی نہ کرے اور بدپرہیزی کیا ہے؟ اسبابِ گناہ سے قریب رہنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَقْرَبُوْھَا اسبابِ گناہ کے قریب نہ رہو، امردوں کے قریب نہ رہو، لڑکیوں کے قریب نہ رہو جو لَا تَقْرَبُوْا رہے گا لَا تَفْعَلُوْا رہے گا اور جو تَقْرَبُوْا رہے گا ایک دن تَفْعَلُوْا ہوجائے گا۔ مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ امت کے بڑے لوگ حافظِ قرآن اور اصحاب اللیل یعنی تہجد گذار لوگ ہیں اور تہجد کے چار فوائد ہیں کہ ان کا شمار صالحین میں ہوجائے گا یعنی وہ برے اخلاق سے پاک ہوجائیں گے اور اللہ کے مقرب ہوجائیں گے، ان کی خطائیں معاف اور گناہوں سے بچنے کی توفیق ہوگی۔ پس حفاظ کرام کی عظیم الشان ولایت کا یہ نسخہ ہے کہ وہ سب تہجد گذار ہوجائیں۔ یہ نسخہ ان کی عظمت کا علمبردار ہے۔

علمِ نبوت اور نورِ نبوت

یہ معروضات تو حفاظ کرام کے بارے میں تھیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ پچھلے دو سال سے ہمارے مدرسہ میں بخاری شریف ختم ہو رہی ہے یعنی پچھلے سال بھی اور اس سال بھی بخاری شریف ختم ہوئی ہے۔ آج یہ طلباء عالم ہو گئے۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

نے ختم بخاری شریف پر مولانا عبد اللہ شجاع آبادیؒ سے فرمایا کہ اے علماء کرام! بخاری شریف پڑھ کر آج آپ لوگ عالم ہوگئے مگر بخاری شریف کی روح جب ملے گی جب کچھ دن کسی اللہ والے کے پاس رہ لو گے کیونکہ علمِ نبوت کے ساتھ نورِ نبوت کی بھی ضرورت ہے۔ علمِ نبوت مدارس سے حاصل کرلو اور نورِ نبوت اللہ والوں سے حاصل کر لو۔ نورِ نبوت کے بعد پھر آپ دیکھیں گے کہ آپ کو اللہ کی محبت اور خشیت کیسے حاصل ہوتی ہے اور آپ کیسے اللہ والے بنتے ہیں۔ کیفیاتِ احسانیہ اہل اللہ کے سینوں سے ملتی ہیں اور کمیاتِ اعمالیہ کتبِ مدارس سے ملتی ہیں۔ اعمال کی کمیات کتبِ مدارس سے حاصل ہو جاتی ہیں لیکن اعمال کی کیفیات کہ کس کیفیت سے نماز پڑھنی چاہیے، کس کیفیت سے تلاوت کرنی چاہیے، کس کیفیت سے اللہ کا نام لینا چاہیے یہ کیفیات اہل اللہ کے سینوں سے ملتی ہیں۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''واما نور باطن صلی اللہ علیہ وسلم از سینۂ درویشاں باید جست'' کہ نور باطن تو اللہ والوں کے سینوں سے حاصل ہوگا، اس کے بغیر دین رسمی ہوتا ہے، زبان پر ہوتا ہے، دل میں نہیں اُترتا۔

قبولیت اعمال کی مثال

الحمد للہ تعالیٰ آج ہمارے مدرسہ میں بخاری شریف ختم ہوگئی اور اس سال بخاری شریف دو علماء کرام نے پڑھائی اور دونوں نے نہایت اچھا پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ اللہ قبول فرما لیں تو سب اچھا ہے اور اگر قبول نہ فرمائیں تو کچھ اچھا نہیں۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو ایک مثال سے واضح فرمایا کہ ایک شخص چوڑیاں بیچ رہا تھا، اس کے پاس ایک ہزار چوڑیاں تھیں۔ ایک دیہاتی آیا اور دیہاتیوں کا قاعدہ ہے کہ لاٹھی سے ٹھونگا مار کر پوچھتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ تو اس نے لاٹھی ماری اور پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے؟ اس کی تو دو سو چوڑیاں ٹوٹ گئیں تو اس نے کہا کہ اب کیا بتاؤں کہ یہ کیا چیز ہے، ایک لاٹھی اور مارو تو یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ایسے ہی ہمارے اعمال کا حال ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں تو سب کچھ ہے اور قبول نہ ہو تو کچھ بھی نہیں۔ جنوبی افریقہ کے ایک بہت معمر حافظ قرآن جو حضرت حکیم الامت تھانوی سے بیعت ہیں، بڑے بڑے علماء ان کے شاگرد ہیں، میں نے پوچھا کہ جنوبی افریقہ میں جہاں جاتا ہوں تو ہر عالم سے سنتا ہوں کہ وہ آپ کا شاگرد ہے تو آپ کے کتنے شاگرد ہیں؟ فرمایا کہ قیامت کے دن بتاؤں گا، ابھی

تو پتہ نہیں کہ قبول بھی ہے یا نہیں۔ ہم لوگوں کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔
بخاری شریف کے ختم پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔
میں نے مولانا سے وعدہ کیا تھا کہ جو آخری حدیث ہے اس کی جو تشریح اپنے بزرگوں سے سنی ہے برکت کے لئے وہ عرض کردوں گا۔

تعلیم و تعلم کے متعلق ایک عجیب استدلال

شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پہلی حدیث حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لائے جو اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْمَا بَیْنَ الْاَصْحَابِ تھے۔

﴿ اَوَّلُ مَاسُمِّیَ بِاَمِیْرِالْمُؤْمِنِیْنَ فِیْمَا بَیْنَ الْأَصْحَابِ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ ﴾

سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین کہلائے کیونکہ امام بخاری امیر المومنین فی الحدیث تھے لہٰذا انہوں نے اپنی مناسبت سے اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْمَا بَیْنَ الْاَصْحَاب کی روایت پیش کی لیکن ان کو خطرہ ہوا کہ ہر طالب علم کہیں خلافت کے شوق میں پڑھنے پڑھانے کو نعمت نہ سمجھے اور خلیفہ بننے کو نعمت سمجھے لہٰذا آخری حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لائے جو بڑے درویش صفت تھے، مسکین تھے اور آٹھ سو طلباء کو مدینہ شریف میں حدیث پڑھایا کرتے تھے تاکہ طلباء خلیفہ بننے کے شوق میں نہ مبتلا ہوں بلکہ فقر و درویشی اختیار

کریں کیونکہ خلیفہ بننا اختیار میں نہیں ہے اور اگر خلیفہ بنے گا تو ایک بنے گا، دس بیس تو خلیفہ نہیں بن سکتے۔ دس فقیر ایک کمبل میں سو سکتے ہیں مگر دو امیر المومنین ایک ملک میں نہیں ہوسکتے، دو بادشاہ ایک اقلیم میں جمع نہیں ہوسکتے۔ ہر طالب علم خلیفہ نہیں بن سکتا لیکن سارے طلباء استاد بن سکتے ہیں، حدیث پڑھا سکتے ہیں لہٰذا اخیر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پیش کی کہ یہ مسکین، درویش اور استاذِ حدیث تھے، مدینہ شریف میں آٹھ سو صحابہ و تابعین کو تقریباً ۵۳۶۴ حدیثیں پڑھایا کرتے تھے۔ ان کا نام ۳۵ دلائل کے ساتھ بڑی مشکل سے عبد الرحمٰن ثابت کیا ورنہ کوئی ان کے نام سے واقف نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ان سے پوچھا کہ تمہاری آستین میں کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ بلّی۔ فرمایا اَنْتَ اَبُوْهُرَيْرَةَ بس آہ جو نام آپ کی زبانِ مبارک سے نکل گیا وہی عالم میں مشہور ہوگیا۔ یہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبوبیت اور مقبولیت کی دلیل ہے۔

آخر میں جو حدیث امام بخاریؒ نے پیش کی اس میں تین عظیم الشان نعمتیں ہیں جو ہر مومن کو مطلوب ہیں اور یہ علم عظیم اللہ تعالیٰ نے ابھی میرے قلب کو عطا فرمایا۔ بارہا اس حدیث پاک کو پڑھا لیکن کبھی اس طرف ذہن منتقل نہیں ہوا کہ اس حدیث میں

تین نعمتیں پوشیدہ ہیں:-

(۱) کہ ہمارے اخلاقِ رذیلہ جاتے رہیں اور ہم پاکیزہ اخلاق والے ہوجائیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مخلوق میں عزت عطا فرمائے اور

(۳) مخلوق کی نگاہوں میں عظمت حاصل ہو فِیۡ اَعۡیُنِ النَّاسِ کَبِیۡرًا ہوجائیں لیکن خود بڑے بننے کا شوق نہ کریں اللہ تعالیٰ لوگوں کی نظروں میں بڑا بنا دیں لیکن اپنی نگاہ میں ہم چھوٹے ہوں تو یہ نعمت ہے، خود اپنی تعریف کرنا حرام اور اپنے کو قابلِ تعریف سمجھنا حرام لیکن اللہ تعالیٰ مخلوق کی زبان سے اگر ہماری تعریف کرادے تو نعمت ہے۔ علامہ آلوسی نے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَةً کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ثناءِ خلق بھی حَسَنَة کی ایک تفسیر ہے کہ دوسرے لوگ اس کی تعریف کریں تو یہ حَسَنَة یعنی دنیوی بھلائی میں داخل ہے۔ اس کے علاوہ حَسَنَة کی تفسیر میں نیک بیوی بھی ہے، نیک بچے بھی ہیں، رزقِ حلال بھی حَسَنَة میں ہے، علم دین بھی حَسَنَة میں سے ہے، صحبتِ صالحین بھی حَسَنَة میں سے ہے۔ دوستو! سوچ لو کہ جن لوگوں کو صحبتِ صالحین حاصل نہیں لاکھوں تہجد کے باوجود ان کی زندگی حَسَنَة کے اس شعبہ سے تشنہ ہے، اس نعمت سے تشنہ ہے۔ پس ثناء الخلق یعنی مخلوق میں

تعریف ہونا جب حَسَنَة کا ایک شعبہ ہے تو اس سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ میری تو نیکی برباد ہوگئی کیونکہ سب میری تعریف کر رہے ہیں۔ یہ نادانی ہے۔ جب مخلوق تعریف کرے تو اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو کہ آپ نے خود تعریف نہیں چاہی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تعریف کرا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے یہ بھی کہو کہ اے اللہ آپ کا کرم ہے کہ آپ نے ستّاری فرمائی میرے عیبوں کو چھپالیا اور نیکیوں کو ظاہر فرما دیا جس کی وجہ سے لوگ آج میری تعریف کر رہے ہیں جس سے دل میں بڑائی نہیں آئے گی۔

میرے مرشد حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے ایک صاحب سے فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں تسبیح رکھا کرو، تسبیح کے دانوں کی برکت سے تم بدنظری نہیں کرو گے، شرم آئے گی کہ ہاتھ میں تسبیح ہے اور اللہ کی یاد بھی آئے گی کہ یہ مُذَکِرّہ بھی ہے، انہوں نے کہا کہ لوگ مجھے نیک سمجھیں گے، تو حضرت والا نے فرمایا کہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ کو بدمعاش سمجھیں۔ اپنی نظر میں حقیر ہونا مطلوب ہے، لوگوں کی نظر میں حقیر ہونا مطلوب نہیں۔

تسبیح کا ثبوت

ایک عرب نے مدینہ منورہ میں مجھ سے کہا کہ میری بیوی میرے ہاتھ میں تسبیح دیکھ کر مجھ سے لڑتی ہے کہ تسبیح کا ثبوت صحابہ

کے زمانہ میں نہیں ملتا۔ میں نے کہا کہ جاؤ اپنی بیوی سے کہہ دینا کہ صحابی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے تسبیح پڑھنا ثابت ہے اور ملا علی قاری کی عبارت شرح مشکوٰۃ سے پیش کر دینا کہ؛

﴿ کَانَ لِاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ خَیْطٌ فِیْہِ عُقَدٌ کَثِیْرَۃٌ یُسَبِّحُ بِھَا ﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک دھاگہ تھا جس میں چھوٹی چھوٹی گرہیں تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ محدّث عظیم ملا علی قاری شرح مشکوٰۃ المسمّٰی بالمرقاۃ میں فیصلہ لکھتے ہیں؛

﴿ فِیْہِ جَوَازُ عَدِّ الْاَذْکَارِ وَمَاْخَذُ سُبْحَۃِ الْاَبْرَارِ ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل سے ذکر کو شمار کرنے کے جواز کا ثبوت مل گیا اور یہی نیک بندوں کے تسبیح پڑھنے کا ماخذ اور ثبوت ہے۔ یہ سن کر وہ عرب بہت زیادہ خوش ہوگیا۔

مخلوق کے لئے لفظ مولانا کے استعمال کا ثبوت

اس نے کہا کہ ایک جواب اور دے دیجئے اور وہ یہ کہ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں مولانا صاحب سے ملنے جا رہا ہوں جو تبلیغی جماعت کے اکابر میں سے ہیں تو وہ لڑنے لگی کہ تم انسانوں کو مولانا کیوں کہتے ہو مولانا تو اللہ ہے۔ قرآن پاک میں ہے اَنْتَ مَوْلٰنَا جب اللہ کو مولانا کہتے ہیں تو مخلوق کو مولانا کیوں

کہتے ہو۔ یہ تو شرک ہے۔ وہ بے چارہ ڈر گیا کیوں کہ اس کے پاس علم نہیں تھا۔ میں نے کہا کہ جاؤ اس کا جواب بھی اپنی بیوی کو دے دینا کہ جس اللہ کو ہم اَنتَ مَولٰنا کہتے ہیں اسی اللہ تعالیٰ نے مولانا کا لفظ اپنی ذات پاک کے علاوہ بھی قرآن پاک میں نازل فرمایا ہے؛

﴿ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴾

اور جنہوں نے ہمیں توحید کا سبق دیا یعنی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے اپنے صحابی زید بن حارثہ سے فرمایا کہ؛

﴿ یَازَیْدَ ابْنِ حَارِثَہ اَنْتَ اَخُوْنَا وَ مَوْلٰنَا ﴾

اس کے بعد صحابی کا عمل دیکھئے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے شاگرد حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو ہمیشہ اس طرح بلایا کرتے تھے کہ یَامَوْلٰنَا الْحَسَن دونوں جواب سن کر وہ عرب بہت خوش ہوا اور کہا کہ آئندہ میں عربوں میں آپ کا بیان کراؤں گا۔

تو دوستو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آخر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت لا کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ طلباء کو یہ سکھا گئے کہ خلیفہ بننے کا شوق مت کرنا، ساری زندگی پڑھنے پڑھانے میں لگا دینا۔ ہر طالب علم خلیفہ نہیں بن سکتا لیکن پڑھنے پڑھانے میں لگ سکتا ہے۔ کوئی مدرسہ بھی نہ ہو تو عوام کو

پڑھاؤ، کسی مسجد میں کھڑے ہو کر ایک حدیث پڑھا دو کہ صاحبو! تھوڑی دیر بیٹھ جایئے، میں دعوت نہیں مانگتا، چندہ بھی نہیں مانگتا ایک حدیث شریف آپ کو پانچ منٹ میں سنانا چاہتا ہوں۔ بتایئے تعلیم و تعلم اختیاری ہے یا نہیں؟ امام بخاریؒ کی یہ آخری حدیث دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے یسیر العمل ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک جامع دعا

اور میں نے جو عرض کیا تھا کہ اگر ہمیں تین نعمتیں مل جائیں۔ نمبر (۱) کہ ہمارے اخلاق پاک ہو جائیں یعنی علماء محدّثین و مبلّغین کے اخلاق پاکیزہ ہوجائیں، نمبر (۲) یہ کہ مخلوق میں ان کی تعریف ہو، ثناء خلق کی دولت مل جائے کیونکہ اگر مخلوق متنفر ہوگی تو ہم سے دین کیسے سیکھے گی۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تَحْنِیْک کی تھی (کھجور چبا کر اس کا لعاب نوزائیدہ بچہ کے منہ میں ڈالا جاتا ہے اس کو تَحْنِیْک کہتے ہیں) تو اس وقت ان کو دو دعائیں امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی تھیں کہ:

﴿ اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ وَحَبِّبْهُ اِلَی النَّاسِ ﴾

اللہ اس کو دین کا فقیہ بنادے اور مخلوق میں محبوب بنادے۔

معلوم ہوا کہ مخلوق اگر ہم سے نفرت کرے گی تو ہم سے دین کیسے سیکھے گی۔ جو فقیہ ہو لیکن محبوب نہ ہو تو مخلوق اس سے دین نہیں سیکھے گی اور اگر مخلوق میں محبوب ہے لیکن فقیہ نہیں ہے تو گمراہی پھیلائے گا اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ دعا بہت جامع ہے۔

بخاری شریف کی آخری حدیث

کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ الخ کی انوکھی تشریح

لہٰذا اخلاق رذیلہ کی اصلاح، مخلوق میں محبوبیت یعنی ثناء خلق اور مخلوق کی نگاہوں میں عظمت یہ تین نعمتیں اس حدیث سے ثابت ہوں گی جو بخاری کی آخری حدیث ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں؛

﴿ کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ ﴾

دو کلمے اللہ کو بہت محبوب ہیں۔ اس میں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ جیسی عظیم الشان ذات کو محبوب ہیں تو وہ کلمے بہت بھاری ہوں گے، کوئی لمبا چوڑا وظیفہ ہوگا۔ اس لئے آگے فرمایا کہ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ اللہ کو پیارے تو ہیں مگر یہ نہیں دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کس صفت کی طرف نسبت کی ہے؟ صفت رحمٰن لائے ہیں یعنی شانِ رحمت کی وجہ سے یہ کلمے محبوب ہیں، شانِ رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ پرچہ آسان

کردیں لہٰذا یہ کلمے بھاری نہیں زبان پر ہلکے ہیں کیونکہ بوجہ حق تعالیٰ کی رحمت کے یہ کلمے اللہ کے یہاں محبوب ہیں اس لئے خَفِيْفَتَانِ ہیں یعنی ہلکے ہیں، کوئی مضمون ان میں مشکل نہیں۔ لیکن ایک اشکال پھر پیدا ہوتا ہے کہ جب زبان پر ہلکے ہیں تو قیامت کے دن کہیں ترازو میں بھی ہلکے نہ ہوجائیں تو جواب دے دیا ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ کہ ترازومیں بہت بھاری ہوں گے۔ دفعِ دخل مقدر ہر جملہ کے اندر موجود ہے کہ یہ کلمے کیوں محبوب ہیں؟ رحمٰن کا لفظ بتا رہا ہے کہ بوجہ شانِ رحمت کے، اور زبان پر ہلکے کیوں ہیں؟ بتقاضائے شانِ رحمت کے کہ بندوں کو پڑھنے میں مشکل نہ ہو لیکن اشکال ہوتا تھا کہ جب زبان پر ہلکے ہیں تو میزان میں بھی کہیں ہلکے نہ پڑجائیں تو ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ سے اسے دفع کردیا۔

اس کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ کا ترجمہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کے معنیٰ کیا ہیں؟

﴿ اَیْ اُسَبِّحُ اللّٰهَ عَنِ النَّقَائِصِ کُلِّهَا ﴾

میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں تمام نقائص سے، لیکن نقائص سے پاکی بیان کرنا یہ جامع نہیں ہے، صرف مانع ہے اور کلامِ نبوت جامع و مانع ہوتا ہے لہٰذا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلے جملہ سے اس کو جامع

فرما دیا وَبِحَمْدِہٖ اَیْ مُشْتَمِلاً بِالْمَحَامِدِ کُلِّھَا میں اس طرح سے اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں کہ تمام خوبیوں کو بھی یہ شامل ہو۔ اگر کوئی بادشاہ کی تعریف اس طرح کرے کہ اس ملک کا بادشاہ کانا نہیں ہے، لنگڑا بھی نہیں ہے، لُولا بھی نہیں ہے تو کیا یہ تعریف جامع ہے؟ نقائص سے تو بَری کردیا لیکن جب یہ کہو گے کہ دیانت و امانت کے ساتھ حکومت کرنا جانتا ہے، عادل بھی ہے، رحم دل بھی ہے تو یہ تعریف جامع ہوگی۔ پس اللہ تعالیٰ کی تعریف میں خالی سُبْحَانَ اللّٰہِ کافی نہیں جب تک اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بھی نہ کہے یعنی وہ تمام نقائص سے پاک ہے اور تمام تعریفیں اُس کے لئے خاص ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کا عربی میں کیا ترجمہ ہوا؛

﴿ اَیْ اُسَبِّحُ اللّٰہَ عَنِ النَّقَائِصِ کُلِّھَا مُشْتَمِلاً بِالْمَحَامِدِ کُلِّھَا ﴾

یہ ترجمہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے کیا ہے کہ میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں تمام نقائص سے جو مشتمل ہے تمام محامد اور تعریفوں پر اور مولانا رومیؒ سبحان اللہ کے بارے میں حکایۃً عن الحق فرماتے ہیں ؎

من نہ گردم پاک از تسبیح شاں

پاک ہم ایشاں شوندو درفشاں

یعنی جب بندہ سبحان اللہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ میں تو پاک ہوں ہی، تمہارے سبحان اللہ کہنے سے میں پاک نہیں

ہوتا بلکہ روئے زمین پر جو سبحان اللہ پڑھتے ہیں، میری پاکی بیان کرتے ہیں، میں اپنی پاکی بیان کرنے کے صدقے میں، سبحان اللہ کہنے کے طفیل و برکت سے ان کو ایک انعام دیتا ہوں کہ ان کو پاک کر دیتا ہوں۔

مذکورہ حدیث کے متعلق ایک منفرد علمِ عظیم

میں نے عرض کیا تھا کہ اس حدیث کے پڑھنے والے کو تین نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملیں گی۔ تو سنئے سُبْحَانَ اللہ کہنے سے کیا ملے گا؟ ان شاء اللہ اخلاق کی پاکیزگی عطا ہوگی اور بِحَمْدِہٖ سے کیا ملے گا؟ جو اللہ تعالیٰ کی حمدوتعریف کرتا ہے اللہ مخلوق میں اس کو محمود کرتے ہیں۔ جو حامد ہوتا ہے حق تعالیٰ اس کو دلوں میں محمود کردیتا ہے یعنی مخلوق کی زبان پر اس کی تعریف اللہ جاری کر دیتا ہے۔ لیکن بندہ کو اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں کہ یہ غیر اللہ ہے۔ مخلوق میں محمود اور پیارا ہونے کے لئے اللہ کو نہ چاہو، اللہ کے لئے اللہ کو چاہو، آپ اس کی فکر ہی نہ کریں بس ان کے ہوجاؤ۔

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
انہی کا انہی کا ہوا جارہا ہوں

اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ ثناء خلق کی دولت آپ کو دے دیں

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھا دی کہ حَسَنَة ہم سے مانگو، تمہارے اختیار میں نہیں ہے کہ نیک بیوی تم کو مل جائے، تمہارے اختیار میں نہیں ہے کہ نیک اولاد تم کو مل جائے، تمہارے اختیار میں نہیں ہے کہ مخلوق تمہاری تعریف کرے بلکہ جو اپنے منہ میاں مٹھو بنتا ہے اس کی اور تذلیل ہوتی ہے۔ اللہ سے حَسَنَة مانگو، اللہ جب دے گا تب اصلی چیز ملے گی اور غیب سے ملے گی اور بے خطر ہوگی۔ جب اللہ نعمت دیتا ہے تو نعمت کی اور نعمت پانے والے کی حفاظت بھی اپنے ذمہ لے لیتا ہے اور جو اپنی تعریف خود کرتا ہے، بلا مانگے بلا دعا جو کام کرتا ہے وہ کام اچھا نہیں ہوتا۔ تو بِحَمْدِہٖ سے کیا ملے گا؟ آپ محمود ہوجائیں گے۔ چونکہ بِحَمْدِہٖ سے آپ حامد ہوئے اور جب حامد ہوئے تو اللہ تعالیٰ اس حمد کی برکت سے آپ کو محمود کر دے گا یعنی ثناءِ خلق کی نعمت سے اور حَسَنَة کی دولت سے مالا مال کردے گا۔

اور آگے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا کہ پڑھو سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ اس کا اصطلاحی ترجمہ سن لو:

﴿ اَیْ اُسَبِّحُ اللهَ عَنِ النَّقَائِصِ كُلِّهَا عَلٰى حَسْبِ شَأْنِ عَظْمَتِهٖ ﴾

میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں تمام نقائص سے اس کی شانِ عظمت کے شایانِ شان۔ تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جَزَاءً وِّفَاقًا اللہ تعالیٰ کی جزا موافق عمل ہے یعنی اللہ تعالیٰ عمل کے موافق جزاء دیتا ہے

تو تم جب اللہ کی عظمت شان بیان کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس کے صدقے میں تمہاری عظمتیں دوسرے بندوں کے دلوں میں ڈال دے گا مگر یہ نیت نہ کرو کہ ہم بندوں کے دلوں میں عظیم ہوجائیں۔ اسی لئے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سکھائی؛

﴿ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی فِیْ عَیْنِی صَغِیْراً وَفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْراً ﴾

اے اللہ مجھے میری نظر میں صغیر فرما مگر بندوں کی نظر میں مجھے حقیر نہ فرما، بندوں کی نظر میں مجھے کبیر کردے کیوں کہ اگر دوسرے حقیر سمجھیں گے تو مجھ سے دین کیسے سیکھیں گے۔ معلوم ہوا کہ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْراً کی دعا مانگنا تو جائز ہے لیکن عظیم بننے کی نیت کرنا جائز نہیں ہے۔ کوئی عمل اس نیت سے نہ کرو کہ ہم مخلوق کی نظر میں کبیر ہوجائیں اور مخلوق ہماری خوب عزت کرے بلکہ ہمیں اللہ مخلوق کی نظر میں بڑا اس لئے دکھائے تاکہ جب ہم ان کو دین کی بات پیش کریں تو بوجہ عظمت کے ہماری بات ان کو قبول کرنا آسان ہو۔ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْراً کی دعا کا مقصد اپنی ذات کے لئے، دنیوی عزت کے لئے بڑائی مانگنا نہیں ہے۔ اگر دنیوی عزت کی نیت ہے تو وہی عمل طلبِ جاہ اور ریا ہوجائے گا۔ نیت پر ہر عمل کا دارومدار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیوی عزت و جاہ کی نیت نہیں سکھائی بلکہ یہ سکھایا کہ اے اللہ آپ اپنے بندوں میں مجھے بڑا تو دکھایئے

مگر ایک شرط سے کہ جب آپ مجھے لوگوں کی نظر میں بڑا دکھائیں تو میری نظر میں مجھے چھوٹا دکھایئے۔ پہلے آپ مجھے میری نظر میں مٹا دیجئے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا مانگا تاکہ اللہ مجھے میری نگاہوں میں حقیر رکھے تاکہ جب اللہ تعالیٰ مجھے فِیْ اَعْیُنِ النّاسِ کَبِیْرًا بنائیں اور جب لوگوں کی طرف سے مجھے عظمتیں ملیں تو اس کَبِیْرًا کا ضرر مجھے نہ پہنچے۔ یہاں فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا دافع ضرر ہے فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا کا تاکہ جب مخلوق کی نظر میں آپ مجھے بڑا دکھائیں تو میں اپنی نظر میں پہلے ہی حقیر ہو چکا ہوں کیوں کہ جب اپنی نظر میں حقیر ہوں گا تو مخلوق کی تعریف میں آکر اپنے کو بڑا نہیں سمجھوں گا اور مردود ہونے سے بچ جاؤں گا کیوں کہ شیطان اپنے کو بڑا سمجھنے ہی سے مردود ہوا۔ پس اگر آپ نے کبیر بننے کی نیت کرلی تو صغیر بننے کی جو دعا ہے وہ رائیگاں ہوگئی۔ کبیر بننے کی نیت کے بعد آپ اپنی نگاہ میں صغیر نہیں رہ سکتے۔ آپ تو اس کبیر بننے کے شوق میں خود ہی کبیر ہوگئے اسی لئے پہلا جملہ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا ہے۔ معلوم ہوا کہ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا وہی ہوں گے، جو فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا ہوں گے، اپنی نگاہوں میں جب ہم حقیر ہوں گے تب اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے بندوں کی نگاہوں میں ہمیں کبیر کرے گا اور اگر کبیر بننے

کی نیت کرلی کہ نماز اس لئے پڑھو، امامت اس لئے کرو کہ ہماری خوب تعریف ہو، مخلوق ہمارے ہاتھ پاؤں چومے، ہماری خوب عزت ہوتو یہ تو اپنے نفس کے لئے کبیر بننا پہلے ہی ہوگیا اسی لئے تواضع پر رفعت کا ثمرہ جو ہے اس کے بیچ میں لِلّٰہ لگا ہوا ہے مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرے گا اس کے لئے ہے رَفَعَهُ اللّٰه کہ اللہ اس کو بلندی دے گا لیکن جو اس نیت سے تواضع کرے اور سب کی جوتیاں سیدھی کرے تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے بلندی دے دے تو اس کو رَفَعَهُ اللّٰه نہیں ملے گا کیوں کہ یہ لِلّٰہ نہیں رہا۔ یہ بیچ میں لِلّٰہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے داخل فرمایا کہ تواضع اللہ کے لئے ہو، ثمرہ پر نظر نہ ہو کہ اللہ تواضع کے صلہ میں ہمیں بلندی دے دے۔ بلندی کے لئے تواضع نہ کرو اللہ کا حکم سمجھ کر کرو۔رفعت کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کی کہ اللہ اس کو بلندی دے گا جو اللہ کے لئے تواضع کرے گا مگر جو رفعت کی نیت سے تواضع کرے گا تو اس کی تواضع قبول ہی نہیں ہوگی کیونکہ یہ تواضع لِلّٰہ نہیں ہے۔ لام تخصیص کے لئے ہے کہ تواضع اللہ کے لئے خاص کرو، اپنے نفس کو مٹاؤ پھر جو چاہے اللہ دے دے۔ مزدوری کرو لیکن مزدوری کی اجرت اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو کہ جو چاہے آپ دے دیں۔ ہم رفعت کی نیت نہیں کرتے۔ آپ کی رضا کی نیت کرتے ہیں۔ ثمرہ تو ملے گا مگر بعض ثمرات ایسے ہیں

کہ نیات سے وہ خراب ہوجاتے ہیں یعنی بری نیت سے۔ بعض ثمرات ایسے ہیں کہ اگر ان کی نیت کرلی جائے تو نیت لِلّٰہ نہیں رہے گی۔ مَنْ تَوَاضَعَ کے بیچ میں لِلّٰہ اس لئے داخل کیا تاکہ اللہ کی عظمت کے سامنے دب جاؤ، اپنے کو اللہ کے سامنے مٹادو کہ ہم کچھ نہیں ہیں تو ساری نعمتیں حاصل ہوجائیں گی۔ سُبْحَانَ اللہ سے تزکیہ اخلاق نصیب ہوگا، بِحَمْدِہٖ سے آپ کو ثناء خلق یعنی حَسَنَۃ کی تفسیر مل جائے گی اور عظیم کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپ کو عظیم فرمائیں گے مگر عظمت کی نیت نہ کرنا اپنے کو مٹادو۔

میرے شیخ فرماتے تھے کہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ حضرت تصوف کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ آپ جیسے عالم فاضل کو مجھ جیسا طالب علم کیا بتا سکتا ہے لیکن جو اپنے بڑوں سے سنا ہے اسی کی تکرار کرتا ہوں کہ تصوف نام ہے اپنے کو مٹا دینے کا۔ اس کو مولانا رومیؒ نے فرمایا کہ دیکھو چاند کا نور ذاتی نہیں ہے، سورج کے نور سے مستنیر ہے یعنی قمر مستنیر اور شمس منیر ہے، چاند مستفید ہے اور سورج مفید ہے لیکن ایسا کب ہوتا ہے؟ جب زمین کا گولہ بیچ سے ہٹ جائے تب چودہ تاریخ کا چاند روشن ہوگا۔ جتنا جتنا زمین کا گولہ آتا ہے چاند اندھیرا ہوتا جاتا ہے ایسے ہی جس کے نفس کا گولہ جتنا اللہ

اور دل کے درمیان آتا ہے اتنا ہی نفسانیت اور اخلاق رذیلہ سے اس کا دل اندھیرا ہوتا چلا جاتا ہے۔جس کے دل کے اور اللہ کے درمیان میں پورا نفس آ گیا اس کا دل بالکل اندھیرا ہوگیا اور جس نے نفس کو پورا مٹا دیا اس کا دل بدرِ منیر کی طرح روشن ہوگیا۔ پھر اس کی تقریر میں بھی نور کامل ہوگا اور اس کی تحریر میں بھی نور کامل ہوگا اور اس کے لباس میں بھی نور کامل ہوگا اور جو شخص جتنا نفس نہیں مٹائے گااس کے دل کا اتنا حصہ اندھیرا ہوگا مثلاً بارہ آنے مٹایا اور چار آنے نہیں مٹایا تو چار آنے اندھیرا رہے گا اس کی تقریر میں، تحریر میں، قلم میں اور زبان میں۔ بس میں نے اپنے بڑوں سے جو سُنا تھا وہ آپ کو سُنا دیا اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔

اب دعا کرو کہ جتنے حافظ ہوئے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ عالم بھی بنادے اور جتنے عالم ہیں ان کو باعمل بنادے اور اختر کو، میری اولاد کوذریات کو میرے احباب حاضرین کو احباب غائبین کو میرے طلباء کرام کو میرے حفاظ کرام کو ہمارے علماء کرام کو ہمارے اساتذۂ کرام کو اور حاضرین عوام کو کسی کو بھی محروم نہ فرما، ہم سب کو دنیا و آخرت دونوں جہان دے دے، ہم سب کو اپنا دردِ دل بخش دے اپنی محبت دے دے۔ اے اللہ اولیاء اللہ کی نسبت نصیب فرما دے۔ ہم سب کو اپنا مقبول اور اپنا محبوب بنالے اور

دنیا ہماری نگاہوں سے گرا دے۔ اس طرح ہمارے قلب کو اپنی تجلّی عطا فرما کہ دنیا جہان میں یہ شعر پیش کر سکیں کہ

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑگئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صاحب نسبت کردے اور سلامتی اعضاء سلامتی ایمان سے زندگی عطا فرمائے اور سلامتی ایمان اور سلامتی اعضاء کے ساتھ دنیا سے اٹھائے یہ دعا ہمارے لئے ہمارے بچوں کے لئے اور ہم سب کے لئے قبول فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ؀

☆☆☆☆☆

کتب خانے تو ہیں اختؔر بہت آفاقِ عالم میں
جو ہو اللہ کا عالم ملو تم ایسے عالم سے

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

مجلس در خانقاہ

(وعظ کے بعد حضرت مرشدی دام ظلہم العالی مسجد سے خانقاہ تشریف لائے ۔ مسجد سے بہت سے لوگ حضرت والا کے ساتھ خانقاہ آگئے۔ اس وقت حضرت مرشدی فداہ روحی نے کچھ ارشادات فرمائے جو یہاں نقل کرتا ہوں۔ جامع)

ارشاد فرمایا کہ الحمدللہ ہمارے شیخ الحدیث جنہوں نے بخاری شریف جلد ثانی پڑھائی ہے میری تقریر سن کر کہہ رہے ہیں کہ میں نے دیوبند میں بھی یہ باتیں نہیں سنیں خاص کر یہ کہ سُبْحَانَ اللہ میں جو سُبْحَان ہے اس کا پڑھنے والا اخلاقِ رذیلہ سے پاک ہوجاتا ہے اور بِحَمْدِہٖ میں جو حمد ہے اس کا پڑھنے والا حامد سے محمود ہوجاتا ہے اور اللہ کی عظمت بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ مخلوق کے دل میں اس کی عظمت ڈالیں گے ازروئے قاعدہ جَزَاءً وِّفَاقاً مگر عظمت کی نیت نہ کرو کیوں کہ عظیم بننے کی نیت جائز نہیں ہے مگر اللہ میاں سے مانگنا وَفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْراً کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے بندوں کی نظر میں بڑا دکھا دے مگر ایک شرط ہے کہ جب آپ مخلوق میں مجھے بڑا دکھایئے تو مجھے میری نظر میں چھوٹا دکھایئے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں شیطان مجھے میری نگاہوں میں بڑا دکھا کر مجھے شیطان بنادے

لہٰذا پہلے آپ مجھے میری نظر میں مٹا دیجئے تا کہ جب لوگوں سے مجھے عظمتیں ملیں تو مجھے اس کا ضرر نہ پہنچے۔ یہاں فِیْ عَیْنِی صَغِیْراً دافع ضرر ہے فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْراً کا۔ کتنی بڑی بات ہے مولانا! یہ معمولی بات نہیں ہے۔ آج بڑے بڑے اولیاء اللہ ہوتے تو وجد کرتے اختر کی اس بات پر۔ یہ علم عظیم انہی کی غلامی کا صدقہ ہے کہ فِیْ عَیْنِی صَغِیْراً جو ہے یہ دافع ضرر ہے اگلی نعمت فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْراً کا کہ مخلوق میں جب آپ مجھے بڑا بنادیں تو پہلے آپ مجھے بالکل مٹا دیں تا کہ میں لوگوں کی تعریف کے چکر میں نہ آجاؤں اور کہیں اپنے کو بڑا نہ سمجھنے لگوں۔ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْراً آسان نہیں ہے۔ جب انسان فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْراً ہوتا ہے تو خود بھی فِیْ عَیْنِی کَبِیْراً ہوجاتا ہے۔ شیطان اپنی انا کا مرض اس میں ڈال دیتا ہے کہ میں بھی کچھ ہوں۔ آئی ایم ویری ویری وی آئی پی (I am very very V.I.P) اور پی تکبر کی شراب پی۔ اس لئے فِیْ عَیْنِی صَغِیْراً کو پہلے مانگا تا کہ اللہ مجھے میری نگاہوں میں حقیر رکھے اور جب فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْراً بنائیں تو اس کَبِیْراً کا ضرر مجھے نہ پہنچے ورنہ میرا نفس بھی کہیں مجھے کبیر سمجھ لے۔ جہاں دس آدمیوں نے تعریف کی تو پھول گئے اور جب پھول گئے تو پھیل گئے اور جب پھیل گئے تو زیر سیل گئے، سیلاب کے بہاؤ میں بہہ گئے اور

شیطان نے کہا کہ اب مارلی بازی، جس بات سے وہ مردود ہوا اسی بڑائی کے مرض میں مبتلا کر کے خوشی سے تالیاں بجاتا ہے کہ میں جس مرض سے مردود ہوا اپنی مجرب گولی اس کو کھلا دی، میں نے انا خیر منه کہا تھا وہی انا خیر اس کے دل میں ڈال دیا۔ اب یہ سالک برباد ہوگیا اور مقبول بارگاہ الٰہی نہیں ہوسکتا۔

آج شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف صاحب جو حضرت مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی کے خلیفہ ہیں اور دارالعلوم دیوبند میں بھی شیخ الحدیث رہ چکے ہیں میری تقریر سن کر کتنا خوش ہو رہے تھے اور ہنس رہے تھے اور اشرف المدارس کے دوسرے استاذ حدیث جو دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہیں انہوں نے بھی اقرار کیا کہ یہ باتیں انہوں نے دیو بند میں بھی نہیں سنیں۔ یہ سب میرے بزرگوں کی دعائیں ہیں۔ حضرت شاہ محمد احمد صاحب کے خلیفہ اور محبوب مرید دبیر صاحب جواس وقت یہاں موجود ہیں وہ بھی جانتے ہیں کہ میں اللہ والوں کے پاس کس شوق سے جاتا تھا، حضرات اکابر کے پاس کس شوق سے رہتا تھا۔ کیا کہیں بس بزرگوں کی صحبت نے کیا کیا ہے مجھ کو۔ بس جو کچھ مجھ کو دیکھتے ہو سب کچھ انہی کا ہے، انہی کی دعائیں ہیں۔ میرے قلب میں یہ بات آئی تھی کہ سُبْحَانَ اللهِ کا کیا فائدہ ہوگا اور بِحَمْدِہٖ کا کیا فائدہ ہوگا، عظیم

کا کیا فائدہ ہوگا؟ بس چند منٹ میں غیب سے تازہ مال آیا اور میں نے بیان کردیا۔ قرآن پاک سے ثابت ہے جَزَاءً وِّفَاقاً جزاء موافق عمل۔ تو جب بندہ نے کہا سُبْحَانَ اللہ یعنی اللہ پاک ہے تو اللہ کی طرف سے جزاء یہی ہوگی کہ بندے! میرے حکم سے تو بھی پاک ہوجا۔جب اس نے کہاکہ وَبِحَمْدِہٖ اللہ تعالی کی حمد بیان کی تو اس کی جزاء میں اللہ تعالیٰ اس مخلوق میں محمود کردیں گے لیکن محمود ہونے کی نیت نہ کرے اور جب اللہ کی عظمت بیان کی سُبْحَانَ اللہِ الْعَظِیْم تو اللہ تعالیٰ اس کو عظمت دیں گے مگر شرط یہی ہے کہ اپنی عظمت کا خیال نہ کرے، اللہ کی عظمت کا خیال کرے اور اس کا حق ادا کرے۔ جو اپنے ہنر پر نظر رکھتا ہے وہ اسی وقت بے ہنر ہوجاتا ہے جیسے کوئی اپنی بیوی کی محبت کرے لیکن بیوی کے منہ سے نکل جائے کہ آپ میری محبت پر مجبور ہیں، میرا کتابی چہرہ، میری ہرن جیسی آنکھیں آپ کو مجبور کرتی ہیں کہ آپ مجھ سے پیار کریں تو سارا مزہ کرکرا ہوجائے گا یا نہیں؟ کہے گا اری نالائق تو نے مجھے مجبور سمجھ لیا۔ بیوی کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ ہم تو اس قابل نہیں تھے، آپ کا کرم ہے جو آپ مجھے بغیر کسی اہلیت کے اتنا زیادہ نوازتے ہیں ۔ بندے کا یہی فرض ہے کہ اللہ کے کرم کو اپنے کسی کمال کا ثمرہ نہ سمجھے۔ بس یہی کہتا رہے کہ اللہ آپ کا کرم ہے

ہم اس قابل نہیں تھے جو آپ ہمیں یہ عزت دے رہے ہیں اور اسی کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اور جو یہ کہے گا کہ میں اسی قابل ہوں جب ہی تو اللہ تعالیٰ مجھے عزت دے رہے ہیں تو سمجھ لو یہ شخص نالائق ہے، بے وقوف ہے کیوں کہ تکبر ہمیشہ بے وقوفوں کو ہوتا ہے۔ یہ بات میرے شیخ ہمیشہ فرماتے تھے کہ جو اپنے آپ کو جتنا بڑا سمجھتا ہے اتنا ہی بے وقوف ہوتا ہے یعنی کبر کا مرض بے وقوفی ہی سے ہوتا ہے۔ شیطان بے وقوف تھا۔ جو جتنا بڑا متکبر ہوگا اتنا ہی بڑا بے وقوف ہوگا ورنہ عقلمند آدمی اللہ تعالیٰ کی عظمت غیر محدود کے سامنے کبھی نہیں کہے گا کہ میں اس قابل ہوں۔ وہ تو یہی کہے گا کہ اے اللہ آپ کی عظمت غیر محدود ہے اور میری بندگی محدود ہے تو محدود بندگی غیر محدود عظمتوں کا حق کیسے بجا لاسکتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اس حماقت سے بچائے، جو اپنے کو بڑا سمجھتا ہے بے وقوف ہے، عقل کی کمی ہے۔ رزلٹ آؤٹ ہونے سے پہلے کوئی شاگرد تکبر کرتا ہے تو استاد کیا کہتا ہے کہ ابے گدھے پہلے نتیجہ تو دیکھ لے۔ ایسا تو نہیں کہ تو سَو سَو کر رہا ہے اور دس نمبر بھی نہ ملیں۔ تو مرنے سے پہلے اپنے عمل پر کیا ناز کرتے ہو، یہ دیکھو کہ قیامت کے دن کیا نتیجہ ہوگا۔ عقلمندوں نے کہا ہے کہ قیامت سے پہلے اپنی قیمت مت لگاؤ۔ قیامت کے بعد قیمت لگانا پھر قیامت

کے دن جب قیمت لگ جائے تب اچھلو کودو اور جھنڈا لہرا دو کہ بھائی ماشاء اللہ ہم پاس ہوگئے لیکن قیامت سے پہلے کیا اتراتے ہو ؎

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس وقت حافظوں کا بھی حق ادا ہوا اور عالموں کا بھی۔ قرآن مجید بھی ختم ہوا اور بخاری شریف بھی ختم ہوئی تو الحمد للہ دونوں کے متعلق مضمون بیان ہوگیا۔

دل کس کو دینا چاہیے؟

دوران گفتگو حضرت والا نے اپنا یہ شعر پڑھا ؎

جتنے حسین دوست تھے ان کا بڑھاپا دیکھ کر
حسن کی شان گر گئی میری نگاہ شوق سے

اور فرمایا کہ اگر دل دینا ہے تو کسی کے بچپن کو دیکھ کر دل مت دو، اس کا پچپن سامنے رکھو کہ پچپن کی عمر میں اس پر کیا پن آئے گا، کون سا پن آئے گا ابھی تو بچپن لگا ہوا ہے، لہٰذا اس سے بچو۔ دیکھو بچپن میں بچ لگا ہے کہ نہیں۔ آج یہ نیا علم عطا ہوا۔ ابھی ابھی قلب کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے کہ ارے ظالمو! بچپن میں تو تم لوگوں نے پہلے ہی بچ لگایا ہوا ہے لہٰذا بچو، بچو، بچو،

کسی کے بچپن سے بچو ورنہ تمہارا بچپن خراب ہوجائے گا، حالت خراب ہوجائے گی لہٰذا اب میرا شعر سنئے۔

اُن کے بچپن کو اُن کے بچپن سے
پہلے سوچو تو دل نہیں دو گے

دل دینا ہے تو اللہ والوں کو دے دو، ان پر اپنا دل فدا کردو۔ یہ مشورہ مولانا رومیؒ کا ہے کہ دل سوائے اللہ والوں کے کسی کو مت دو کیونکہ اللہ والے تمہارا دل لے کر تمہیں اللہ سے ملا دیں گے۔ وہ تمہارا دل لے کر چاٹیں گے نہیں اور نہ تم سے کچھ لیں گے۔ وہ کیا کریں گے تمہارا دل لے کر لیکن اگر تم نے ان کو دل دے دیا تو وہ اپنے ساتھ تمہارے دل کو ملا کر جب اللہ کے حضور حاضر ہوں گے تو تمہارا دل بھی حاضر ہوجائے گا۔ ان کی حضوری آپ کے دل کی حضوری کا سبب بن جائے گی کیونکہ آپ نے ان کے دل کے ساتھ اپنے دل کو نتھی کردیا، پیوند کردیا۔ جب ان کا دل اللہ کے حضور میں ہوگا تو تمہارا دل بھی حاضر ہوجائے گا۔ آہستہ آہستہ آپ صاحب نسبت ہوجائیں گے، آپ اپنے ایمان و یقین میں فرق محسوس کریں گے، عبادت کی لذت میں فرق محسوس کریں گے۔ آپ بتائیے جب آپ لوگ پہلے پہلے آئے تھے تو اس وقت کی حالت میں اورآج کی حالت

میں کچھ فرق محسوس کررہے ہیں یا نہیں ۔بس دیکھ لیجئے۔ ماں کا دودھ پیتے ہی پہلے دن پتہ نہیں چلتا کہ بچہ کتنا بڑا ہوا، اگر روز کا روز فیتہ لے کر ناپو تو مایوسی ہوجائے گی لیکن چھ مہینہ کے بعد ناپو تو تب پتہ چلے گا۔ خانقاہوں کا بھی نفع روزانہ فیتہ لگا کر مت ناپو کہ آج کیا ملا اگر چہ ملا لیکن ملنا محسوس ہونا ضروری نہیں ہے۔ کچھ دن کے بعد پتہ چلے گا۔ جیسے کچھ دن بعد پتہ چلتا ہے کہ بچہ اتنا تھا آج ماں کی تربیت سے اتنا بڑا ہوگیا۔ ایسے ہی روح میں ذکر اللہ سے، صحبت اہل اللہ سے رفتہ رفتہ ترقی ہوتی ہے یہاں تک کہ ایک دن روح ایک دم اللہ والی ہوجائے گی، نسبت عطا ہوجائے گی جس کی علامت یہ ہوگی کہ گناہ کرنے کی طاقت تو ہوگی لیکن اس طاقت کو استعمال کرنے کی پھر طاقت نہ رہے گی۔ یہ جملہ خاص مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے جیسے جنگل میں ایک سیاح کے سامنے اچانک جھاڑی سے ایک شیر نکل آیا اور اسی وقت پوری دنیا میں جو حسن میں اول نمبر آئی ہے وہ آکر کھڑی ہوگئی اور کہا کہ یہ اخبار ہے، میں پوری دنیا میں اول نمبر آئی ہوں تو وہ سیاح کہے گا کہ مجھے کچھ سنائی نہیں دیتا میں تو بہرا ہوں۔ وہ کہتی ہے اچھا مجھے دیکھ ہی لو تو وہ کہتا ہے کہ میں اندھا ہوں ۔ کہا کیوں ؟ کہا یہ شیر جو سامنے کھڑا ہے تو جب شیر کا

یہ حال ہے تو خالق شیر سے کتنا ڈرنا چاہئے۔ عظمت الٰہیہ جن کے سامنے ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت قاہرہ غیر محدود کو سامنے رکھتے ہیں کہ اے نفس تیری کیا سنوں مجھے وہ اللہ دیکھ رہا ہے جو بہت بڑی قدرت والا ہے ، جو ہم کو چٹنی بنا کر رکھ سکتا ہے، جو ہمارے دماغ کو ہلا سکتا ہے کہ ہم گٹر کے پانی کو شربت سمجھ کر پی جائیں۔ اگر وہ ہمارے گردہ میں پتھری ڈال دے تو ہماری ساری حسن بازی اور عشق بازی ختم ہوجائے، جو ہمیں بلڈ کینسر کردے کہ جسم سے سارا خون نکالا جارہا ہے اور ہم ہائے ہائے کرتے رہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ انسان اتنا بے وقوف ہے کہ جب تک ہائے ہائے میں مبتلا نہیں کیا جاتا تب تک اس کو اللہ یاد نہیں آتا الّا ماشاء اللہ جن کو اللہ نے اپنی محبت و عظمت کی معرفت سے نوازا ہے اور یہ اہل اللہ کی جوتیوں کا انعام ہے اور جس کو یہ نصیب نہ ہو تو سمجھ لو کہ اس کے اندر ابھی کوئی خامی اور بے وفائی موجود ہے، یہ چکنا گھڑا ہے، اس نے روغن نفس لگا رکھا ہے، چکنے گھڑے پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس لئے نمکین اور حسین صورتوں سے پاگل ہو رہا ہے لیکن اتنے میں کوئی شخص ایک کالا سانپ وہاں لا کر چھوڑ دے جس کے ڈسنے کے بعد کھوپڑی پھٹ جاتی ہے تو جب وہ کالا سانپ دیکھے گا تو بتاؤ یہ وہاں حسین کو دیکھے گا یا

بھاگے گا چاہے وہ حسین ،نمکین، چمکین اور دمکین بھی ہو، سب چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی عظمت کا استحضار مانگو۔ بغیر استحضار عظمت کے تم کامیاب نہیں ہوسکتے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل و رحمت مانگو جس کے ذریعہ سے اصلاح نصیب ہوتی ہے۔

﴿ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَازَكٰى مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اَبَدًا ﴾

یعنی اگر اللہ کا فضل و رحمت نہ ہوتا تو اے صحابہ تمہاری اصلاح نبی بھی نہیں کرسکتا تھا کیونکہ عہد نبوت میں یہ آیتیں نازل ہوئی تھیں اس لئے صحابہ اس کے مخاطب اول ہیں ،میرے فضل اور میری رحمت سے تمہاری اصلاح ہوگی لہٰذا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ تمہارا تزکیہ میری مشیت کا محتاج ہے۔ باب نبوت تو ذریعہ اور وسیلہ ہے مگر مشیت الٰہیہ بھی ساتھ ہو ورنہ ابوجہل کو اثر نہیں ہوا۔ اس لئے کہتا ہوں کہ شیخ کے ہاں رہتے ہوئے دو رکعات پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل اور اس کی رحمت اور اس کی مشیت مانگو کیوں کہ یہاں ان دونوں آیتوں میں تین چیزیں بتائی گئی ہیں فضل، رحمت اور مشیت تو اللہ سے کہو کہ اے اللہ اپنا فضل، اپنی رحمت اور اپنی مشیت میری اصلاح کے لئے شامل فرما دے تا کہ تیرے نیک بندے میری وجہ سے بدنام نہ ہوں۔

حسینوں سے بچنے کی ایک تدبیر

ارشاد فرمایا کہ کینیڈا سے ایک پاکستانی اسٹوڈنٹ کا فون آیا کہ کرسچین لڑکیاں ہم سب پاکستانی نوجوانوں کو اپنی طرف بلاتی ہیں۔ میں نے کہا ایسا کرو کہ پگڑی باندھ لو، ہر وقت سر پر پگڑی باندھو اور ہاتھ میں تسبیح رکھو، پھر دیکھو کون کرسچین لڑکی آپ کو بلاتی ہے تو اس نے لکھا کہ جب سے سر پر پگڑی باندھی ہے ساری لڑکیاں مجھ کو دیکھتے ہی بھاگتی ہیں کہ یہ تو پادری معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح ری یونین کے نوجوان علماء نے کہا کہ کرسچین لڑکیاں داڑھی والوں کو زیادہ اشارہ کرتی ہیں ۔میں نے کہا کہ یہ ان کا نیک گمان ہے وہ سمجھتی ہیں کہ داڑھی والے تقویٰ کی برکت سے فل اسٹاک ہوتے ہیں، اندر خوب مال ہے اور پتلون والوں کو سمجھتی ہیں کہ سب آؤٹ آف اسٹاک ہیں۔ نہ فل ہیں نہ ہاف ہیں نو اسٹاک ہیں کچھ بھی نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پھر اس کا کیا علاج ہے؟ میں نے کہا کہ اس کا علاج سن لو، میرا یہ انگریزی شعر پیش کردیا کرو جو اسی وقت موزوں ہوا تھا۔

اس نے کہا کہ کم ہیئر
میں نے کہا کہ نو پلیز

اس نے کہا کہ کیا وجہ

میں نے کہا خوفِ خدا

دعاء اذان کی تشریح

اس کے بعد مسجد اشرف میں ظہر کی اذان ہوئی۔ حضرت نے اذان کے اختتام پر درود شریف پڑھا اور ارشاد فرمایا کہ اذان کے بعد درود شریف پڑھنا لازم ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ درود شریف پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھو۔ یہ دعا پڑھنے والے کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہوجائے گی ۔ یہ دعا اپنی بیویوں کو بھی سکھادو۔ **اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ** اے اللہ آپ اس دعوۃ کاملہ کے رب ہیں۔ ملا علی قاریؒ نے مشکوٰۃ شریف کی شرح میں دعوت تامہ کا ترجمہ دعوت کاملہ کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت ہے اور اللہ تعالیٰ کی کوئی بات ناقص نہیں ہوسکتی اس لئے یہ دعوت کاملہ ہے اور رب کیوں فرمایا کہ آپ اس دعوت کاملہ کے رب ہیں، کلمات اذان کے لئے رب کا لفظ نازل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح سے میں تمہاری جسمانی پرورش کرتا ہوں جب تم نماز پڑھو گے تو میں تمہاری روحانی پرورش بھی کروں گا لہٰذا آؤ مسجد میں تمہارا رب بلا رہا ہے اور رب جب بلاتا ہے تو کوئی چیز

کھلاتا پلاتا ہے کیونکہ پالنے والا ہے۔ پس میں تمہیں روحانی ناشتہ کراؤں گا اس لئے یہاں رب نازل فرمایا کہ آپ اس دعوت کاملہ کے رب ہیں جس سے آپ ہماری روحانی پرورش فرمائیں گے، مسجد میں نماز پڑھنے کی حالت میں ہمارا ایمان و یقین بڑھے گا اور روحانی تربیت ہوگی ہماری روح زندہ ہوگی، ہمیں حیات پر حیات ملے گی، زندگی میں زندگی ملے گی۔ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اور آپ اس نماز کی طرف بلا رہے ہیں جو قائم ہے ۔ ملا علی قاریؒ نے قائمہ کا ترجمہ کیا ہے دائمہ یعنی یہ نماز وہ ہے جو دائم ہے اور دائم کیوں ہے؟ کیونکہ لَاتَنْسَخُھَا مِلَّۃٌ وَلَا تُغَیِّرُھَا شَرِیْعَۃٌ اب کوئی شریعت ومذہب دوسرا نہیں آئے گا جو اس نماز کے ارکان کوبدل دے اس لئے فرمایا کہ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اَی الصَّلٰوۃِ الدَّائِمَۃ کہ یہ نماز قیامت تک قائم رہے گی جب تک اسلام رہے گا، اب کوئی اس کو بدل نہیں سکتا، اس نماز کے ارکان دائم رہیں گے ۔ اب کوئی ملت اور شریعت اس میں تبدیلی نہیں کرے گی کیونکہ ملت اسلامیہ ہی اب قیامت تک رہے گی ،کوئی اور مذہب نہیں آئے گا ۔ اس کے بعد ہے اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عظیم الشان مرتبہ عطا فرما۔ وسیلہ کے معنی ہیں عظیم الشان مرتبہ وَالْفَضِیْلَۃَ لیکن مرتبہ غیر متناہی ہو اس کی کوئی حد نہ ہو، جو بڑھتا

کرتا لیکن فائدہ ہمارا ہے ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شفاعت کا مقام مانگنے والے کا فائدہ ہے کہ اس کے حق میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہوجائے گی۔

آج میں نے کلماتِ اذان کا ترجمہ بھی بتادیا اور باقاعدہ مدلّل۔ یہ اناڑی ترجمہ نہیں ہے نہ کباڑی ہے بلکہ معیاری ہے یعنی مُسْتَنَدُ بِالشَّرحِ الْمِشْکٰوۃِ الْمُسَمّٰی بِالْمِرْقَاۃِ اور دوسری بڑی کتابوں سے ہے جب کہ سب کو علم ہے کہ میں کتاب دیکھتا بھی نہیں ہوں، اتنی کمزوری ہے۔ کسی وقت آج کئی برس سے مجھے مطالعہ کرتے ہوئے آپ نے کبھی دیکھا مولانا مظہر میاں ! مگر میرا پہلا دیکھا ہوا ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یاد رہتا ہے۔میرے شیخ کی کرامت ہے کہ پڑھنے کے زمانے میں آج سے پچاس پچپن سال پہلے جو پڑھا تھا وہ میں ابھی منبر پر بیان کرسکتا ہوں۔ لوگ حیران رہ جاتے ہیں۔ دیکھ لو بنگلہ دیش والو! میری پہلی تقریر جب شاہی مسجد کے دارالحدیث میں ہوئی تھی تو بتاؤ سب سے بڑے محدّث مولانا عزیز الحق صاحب نے کیا کہا تھا کہ میں نے زندگی میں ایسی تقریر نہیں سنی جس میں منطق، فلسفہ، نحو، حدیث و تفسیر کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ الحمد للہ پہلا بیان تھا یہ بنگلہ دیش کا جس کے بعد بڑے بڑے علماء مجھ سے بیعت ہوئے۔ میرا پہلا بیان اللہ تعالیٰ

اپنی رحمت سے ہر ملک میں زور دار کرا دیتا ہے جس کو میں کہتا ہوں کہ فرسٹ امپریشن ازدی لاسٹ امپریشن (First Impression is the last impression) کیونکہ پہلا بیان اگر پھسپھسا ہوجائے تو وہاں اس سے کیا کام ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آبرو رکھ لیتا ہے اپنے پیاروں کے صدقے میں، اپنے پیاروں کی غلامی کے صدقے میں ۔ دیکھو آج بھی کیسے بڑے بڑے محدّث بیٹھے ہوئے تھے، اگر آج کا بیان پھسپھسا ہوتا تو یہ حضرات کیا سوچتے کہ ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا

جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

لیکن اللہ نے میری کیسی آبرو رکھی کہ آج وہ مضمون بیان کیا جو زندگی میں کبھی بیان نہیں کیا تھا۔ پوری روئے زمین پر افریقہ، لندن، کینیڈا، بنگلہ دیش کہیں یہ مضمون بیان نہیں ہوا جو آج بیان ہوا کہ سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ کا کیا ربط ہے۔ تین نعمتیں دلائیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سُبْحَانَ اللہ سے ہمارے اخلاق پاکیزہ فرمائے، وَبِحَمْدِہٖ سے ہمیں ثنائے خلق کی نعمت دلوائی اور عظیم سے مخلوق میں عظمت دلوائی لیکن ساتھ ساتھ ہمیں اس کے شر سے بھی بچایا کہ پہلے سبحان اللہ کہو۔ اللہ تو نقص سے پاک ہے لیکن تم کبھی تعریف خلق سے کہیں تکبر میں نہ آجانا ورنہ جس اللہ کے

تم غلام ہو اور نقائص سے پاکی بیان کررہے ہو تکبر کی وجہ سے اس کی تجلی تم پرنہیں پڑے گی لہٰذا تم بھی پاک ہوجاؤ اور تم پاک ہوگے اللہ کی پاکی کو بیان کرنے کے صدقے میں۔ پاکی بیان کر کے اللہ کی حمد بھی بیان کرو کہ دنیا بھر کی تعریفیں اس کے لئے خاص ہیں تو اس حمد کی برکت سے تم محمود بھی ہوجاؤ گے اور تمہارے اندر بڑائی نہیں آئے گی اور سُبْحَانَ اللہِ الْعَظِیْم سے اللہ کی عظمت بیان کرنے کے صدقے میں اللہ تم کو عظمت دے گا لیکن اللہ تعالیٰ کی تسبیح وعظمت وحمد کی برکت سے تم کو اللہ مخلوق میں بڑائی ملنے کے شر سے پاک بھی رکھے گا۔

صحبت اہل اللہ کی اہمیت اور اس کی مثال

مگر ان تمام علوم کے باوجود ایک چیز اپنی جگہ پر ہے اور وہ ہے بزرگوں کی صحبت ۔ ان ہی کی برکت سے آدمی سنبھلا رہتا ہے اور صحبت کب تک چاہئے؟ علامہ آلوسیؒ نے کہا کہ اس وقت تک صحبت اختیار کرو جب تک کہ تم شیخ جیسے نہ ہوجاؤ۔ تمہارا مربی جیسا اللہ والا ہے ویسے ہی تم بھی ہوجاؤ، اتنے دن ساتھ رہو کہ تم بھی اس مقام پر پہنچ جاؤ جس پر تمہارا شیخ ہے ۔ اس کی وضاحت اختر کرتا ہے کہ ایک درخت ہے جس کا تنہ کمزور ہے تو اس کے ساتھ ایک ڈنڈا باندھ

دیتے ہیں اور ڈنڈے کو زمین میں گاڑ دیتے ہیں تو ڈنڈا کھڑا ہوتا ہے
جو مسٹنڈا بھی ہوتا ہے، مضبوط بھی ہوتا ہے یعنی اس لمبے درخت کو جو
سیدھا جارہا ہے اس ڈنڈے کے سہارے سے وہ قائم رہتا ہے اور
بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب اس کا تنہ مضبوط ہوگیا تو اب ڈنڈا
ہٹا لیتے ہیں، اس درخت کے ذمہ صرف ڈنڈے کا شکریہ باقی رہتا ہے۔
اسی طرح جب آدمی صاحب نسبت ہوجاتا ہے تو شیخ کی پھر ضرورت
نہیں رہتی مگر شیخ کا شکریہ ہمیشہ ادا کرنا پڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے شیخ
کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ مثال بھی پہلی دفعہ بیان ہوئی ہے کہ
جو درخت کمزور ہوتے ہیں اگر ان کو اکیلا چھوڑ دو تو جب ہوا چلے گی
تو وہ زمین پر گرجائیں گے۔ آپ نے صبح جا کر دیکھا تو زمین پر
پڑے ہوئے ہیں۔ تو آپ کہتے ہیں کہ بھائی ابھی تو سجدہ کا حکم نہیں تھا،
ابھی تو قیام کرنا چاہیئے تھا لہٰذا آپ نے لاکر ایک ڈنڈا لگا دیا۔
شیخ وہی ہے جو مریدین کو ابتدائی زمانے میں سہارا دیتا ہے اور دعا
کرتا ہے کہ اللہ کرے وہ دن آئے کہ اللہ سے ان کی نسبت بالکل
قوی ہوجائے پھر ہر شخص دوسروں کو سہارا دے گا۔ وہ درخت بھی
دوسروں کے لئے سہارا بن جاتا ہے، اس کی ایک شاخ کاٹ کر دوسرے
کمزور درختوں کے لئے سہارا بنا کر لگا دیتے ہیں۔ یہ شاخیں اصل ہی
سے تو ہیں۔ جو درخت کبھی ایک ڈنڈے کے سہارے پر تھا وہ اتنا

مضبوط ہوگیا کہ اس کی ایک شاخ کاٹ کر لگادو تو دوسرے کمزور درخت اس سے سہارا لیں گے۔ اسی طرح دین پھیلا ہے صحابہ سے۔ صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سہارا پا کر قوی ہوئے پھر ان کے صدقے میں تابعین قوی ہوئے اور ان کے صدقے میں تبع تابعین قوی ہوئے وہی سلسلہ آج تک چلا آرہا ہے۔ آج جو مضمون بیان ہوا بتاؤ پہلے کبھی سنا تھا؟ دیکھ لو! اللہ تعالیٰ کی اختر پر رحمت نہیں ہے یہ؟ مولانا شاہ محمد احمد صاحبؒ ایسے موقع پر جب کبھی ان کو علوم عطا ہوتے تھے تو ایک مصرعہ پڑھتے تھے ؎

میں ان کا نہ ہوتا تو یہ ملتا مجھے انعام

اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ برستی تو یہ علوم کیسے بیان ہوتے ۔ میں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے آج میری آبرو اللہ نے کیسی رکھی۔ میں نے کوئی کتاب نہیں دیکھی، میں اس پر قسم اٹھا سکتا ہوں کہ کوئی کتاب نہیں دیکھی، موقع ہی نہیں ملتا، ساری کتابیں یہاں رکھی ہیں بس یہ ہیں میرے بزرگوں کی دعائیں۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

چاند تارے مرے قدموں میں بچھے جاتے ہیں
یہ بزرگوں کی دعاؤں کا اثر لگتا ہے

ایک اور شاعر کا شعر سن لو ؎

سنا ہے سنگ دل کی آنکھ سے آنسو نہیں بہتے
اگر سچ ہے تو دریا کیوں پہاڑوں سے نکلتے ہیں

یعنی اگر دریا پہاڑوں سے نکل سکتے ہیں تو تمہارا دل اور آنکھیں گوشت پوست کی ہیں پتھر کی تو نہیں ہیں لیکن تم کو صحبت نہیں ملی رونے والوں کی صحبت میں رہو تو دل نرم ہوجائے اور حسینوں سے بچنے اور دور رہنے کا غم اٹھاؤ تو دل میں نرمی آجائے گی ۔

ان حسینوں سے دل بچانے میں
میں نے غم بھی بہت اٹھائے ہیں

اختر کے پاس تو یہی غم ہے کہ بچپن سے عاشقانہ مزاج ہر وقت حسینوں سے دل بچا بچا کر غم اٹھا رہا ہوں مگر یہی غم جو ہے ۔

داغ دل چمکے گا بن کر آفتاب
لاکھ اس پر خاک ڈالی جائے گی

اس غم میں اتنا مزہ ہے، اتنا مزہ ہے کہ دونوں عالم سے زیادہ مزہ ہے کہ یہ اللہ کے راستہ کا غم ہے۔ وہ اللہ کے راستہ کی خوشیاں ہیں یہ اللہ کے راستہ کا غم ہے۔ خوشی سب کو لذیذ ہے غم کون اٹھاتا ہے خوشیاں لینے کے لئے بہت سارے لوگ آگے بڑھ جائیں گے غم اٹھانے والے کم نکلتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس غم پر مقامِ صدیقین کو رکھا ہے عبادت پر نہیں رکھا۔

صبر بگذیدندہ صدیقیں شدند

یہ مولانا روم ہیں فرماتے ہیں کہ جنہوں نے گناہ سے بچنے میں صبر اختیار کیا اور اپنی خواہشات کو چھوڑ دیا تو اس صبر کی برکت سے گناہوں سے بچنے کا غم اٹھانے سے ان کو اللہ صدیق بناتا ہے۔

شکر ادا کرو آج اللہ نے تمہارے پیر کی آبرو رکھ لی کیونکہ آج یہ علوم نہ ہوتے تو دیوبند کے شیخ الحدیث کیا سوچتے کہ یہ صوفی ہے عالم نہیں ہے مگر آج اللہ تعالیٰ نے سارے علماء سے منوالیا کہ اللہ والوں کی غلامی کو معمولی نہ سمجھو۔ الحمد للہ اختر اللہ والوں کا غلام ہے۔ میر صاحب نے یہیں خانقاہ سے سارا بیان جذب کیا کیوں کہ بیمار ہیں۔ کہہ رہے ہیں کہ میں نے زندگی میں ایسا بیان نہیں سنا، یہ مضامین پہلی بار بیان ہوئے۔ تو اس کو یاد کرلو، جہاں بیان کرو گے تو لوگ انشاء اللہ حیران رہ جائیں گے۔ سب لوگ دعا کرو کہ میر صاحب جلدی سے اچھے ہوجائیں کیونکہ میرے اشعار کے چھپوانے کا سب کام یہی کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اختر کو بھی آپ کو بھی اور میر صاحب کو بھی مکمل صحت عطا فرمائے دل کا کوئی وال کوئی رگ خراب نہ ہو۔ اللہ جلد سے جلد اچھا کردے تا کہ میرے سفر و حضر میں یہ میرا ساتھ دے سکیں اور میرا دینی کام کرسکیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۔

ہی رہے۔ فَضِیْلَة کے معنی ہیں غیر متناہی اور وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَه پڑھنا جائز نہیں کہ یہ سنت سے ثابت نہیں ہے وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اور مقام محمود پر ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایئے اَلَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ جس کا آپ نے وعدہ کیا ہے اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ آپ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتے تو محدّث عظیم ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اپنے محبوب اور پیارے نبی کو مقام محمود یعنی مقام شفاعت عطا کریں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کیوں مقام محمود کے مانگنے کا حکم دیا ہے اس میں کیا راز ہے، جب اللہ کا وعدہ ہے تو اللہ تو دے ہی دے گا تو فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگنے کا حکم اس لئے دیا کہ جو میرے لئے مقام محمود یعنی مقام شفاعت مانگے گا اس کے حق میں میری شفاعت واجب ہوجائے گی۔ یہ رازہے اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا کا کہ اے اللہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن مقامِ شفاعت عطا فرما۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو اس دعا کو پڑھے گا اس کے حق میں میری شفاعت واجب ہوجائے گی ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو شفاعت کا حق یقیناً ملے ہی گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

www.khanqah.org